PAKISTAN
MEDICAL
ASSOCIATION

Hon. President
Dr. Salma Aslam Kundi

Hon. President Elect
Dr. Hameedullah Khan

Hon. Immediate Past President
Dr. Ikram Ahmed Tunio

Hon. Secretary General
Dr. S.M.Qaisar Sajjad

Hon. Treasurer
Dr. Qazi Muhammad Wasiq

Hon. Joint Secretaries
Dr. Amir Saleem

Dr. Akbar Ali Soomro

Hon. Chairman E.B. JPMA
Dr. Sarwar Jamil Siddiqui

Hon. Editor The Medical Gazette
Dr. Muhammad Nasir Sulaiman

31دسمبر 2020

پریس ریلیز

پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن، سمجھتی ہے کہ کرونا وائرس جیسی خطرناک وباء کی وجہ سے 2020 کا سال نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کیلئے بدقسمت ثابت ہوا۔ سیاسی اور معاشی مسائل کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بڑھتے ہوئے صحت کے مسائل کا سامنا رہا جن کی بدولت پاکستان میں بیماریوں کا بوجھ پہلے سے زیادہ بڑھ گیا۔ پی ایم اے، گزشتہ کئی سالوں سے صحت کے مسائل کو اُجاگر کرتی رہی ہے۔ پی ایم اے نے ہمیشہ اپنی تجاویز اور مطالبات حکومت کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیے۔ لیکن بدقسمتی سے ہماری آواز سے کسی بھی حکومت کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگی۔ اسی لئے 2020 میں صحت کے شعبے میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی بلکہ بہتری کے بجائے صحت کی صورتحال ابتری کا شکار ہوئی ہے۔

2019 کے آخر سے پوری دنیا اور پاکستان کرونا وائرس جیسی مہلک بیماری کا سامنا کر رہی ہے۔ دسمبر 2019 میں چین کے شہر وہان سے یہ بیماری پھیلنا شروع ہوئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ فروری 2020 میں یہ وباء پاکستان پہنچی، بیماری کا پہلا مریض 26 فروری 2020 کو کراچی میں سامنے آیا۔ یہ بیماری دنیا بھر میں اب تک 83178070 لوگوں کو متاثر کر چکی ہے اور مرنے والوں کی تعداد 1814649 تک جا پہنچی ہے۔ اس وقت دنیا بھر کے ساتھ ساتھ پاکستان کو بھی کرونا وائرس کی دوسری لہر کا سامنا ہے بلکہ اس وقت کرونا وائرس اپنی شکل تبدیل کر کے تیسری قسم کی صورت میں سامنے آچکا ہے۔ یہ تیسری شکل سب سے پہلے ساؤتھ افریقہ میں سامنے آئی اور یہ ابتک دنیا کے 15 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ کرونا کی تیسری قسم پہلے سے 60% زیادہ محلق اور پھیلاؤ میں 70% زیادہ طاقت رکھتی ہے۔ پاکستان میں آج تک کرونا وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد 479715 تک جا پہنچی ہے اور اس سے مرنے والوں کی تعداد 10105 ہے۔

پی ایم اے نے ابتداہی میں اس بیماری کے خطرے کو بھانپ لیا اور اُسی وقت جب اس بیماری سے مرنے والوں کی تعداد صرف 6 تھی اور متاثرہ افراد کی تعداد صرف 3000 تھی ہم نے 22 جنوری 2020 کو ایک پریس ریلیز کے ذریعے کرونا وائرس کے پھیلاؤ کو پاکستان میں روکنے کیلئے حکومت کو چند تجاویز دیں ہم نے مشورہ دیا تھا کہ حکومت ملک کے تمام داخلی راستوں، ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں پر اسکینر نصب کیے جائیں تاکہ کرونا میں مبتلا مریضوں پر چیک رکھا جائے۔ ہم نے عوام کیلئے احتیاطی تدابیر بھی جاری کیں ہم نے جب عوام سے ماسک اور سینی ٹائزر استعمال کرنے کا کہا تو ان کی قیمتیں بڑھا دی گئی اور اسی طرح جب بیماری کیلئے مختلف ادویات آکسیجن سلینڈر اور دوسرے طبی آلات کی بات کی گئی تو وہ بھی کئی گنا مہنگی ہو گئیں۔ اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے عوام کیلئے مناسب گائیڈ لائن کی کمی رہی اسی وجہ سے مریضوں کو کرونا وائرس کیلئے مخصوص کیے گئے ہسپتالوں تک پہنچنے میں دشواری کا سامنا رہا بہت سے مریض ہسپتال پہنچنے سے پہلے دم توڑ گئے بہت سے ڈاکٹروں کو بھی اس دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ بدقسمتی سے ہماری جانب سے مسلسل انتباہ کے باوجود ہماری تجاویز پر کسی نے عمل نہیں کیا یہاں تک کہ عوام نے بھی احتیاطی تدابیر پر عمل نہیں کیا۔ بدقسمتی سے حکومت بھی ایس او پیز پر عمل درآمد کروانے میں ناکام رہی ہے۔

اب دوسری لہر پہلے سے بھی زیادہ مہلک اور خطرناک ثابت ہو رہی ہے کیونکہ وائرس اپنی شکل تبدیل کرنے کے بعد پھیلنے کی زیادہ استطاعت رکھتا ہے۔

کرونا وائرس کی دوسری لہر سے بڑھتا ہوا بیماری کا بوجھ ڈاکٹروں کیلئے بہت خطرناک ثابت ہو رہا ہے ابتک پاکستان میں 154 ڈاکٹر ہلاک ہو چکے ہیں۔ کرونا کی اس دوسری لہر میں جو نومبر سے شروع ہوئی ابتک 45 ڈاکٹر ہلاک ہو چکے ہیں (پنجاب۔ ۱۶، سندھ۔ ۱۴، کے پی کے۔ ۱۳، آزاد کشمیر۔ ۲) یہ صورتحال بڑی خطرناک ہے حکومت کرونا وائرس سے ہلاک ہونے والے ڈاکٹروں کے سوگوار خاندانوں کی فلاح و بہبود کیلئے لاپرواہی کا مظاہرہ کر رہی ہے ان خاندانوں کیلئے شہداء پیکیج کے اعلان کے باوجود تا حال اس پر عمل درآمد نہیں کیا جا رہا۔

پولیو کے 100 سے زیادہ راؤنڈ ہوجانے کے باوجود پولیو کا خاتمہ نہیں ہوسکا۔ ہمارا پولیو پروگرام تنزلی کا شکار ہو رہا ہے۔ 2018 کے اختتام پر ایسا لگ رہا تھا کہ ہم پولیو کے خاتمے کے قریب پہنچ چکے ہیں لیکن 2019 میں 117 پولیو کیس رپورٹ ہوئے جبکہ 2020 میں 83 کیس رپورٹ ہوئے ہیں۔ ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ پولیو کے حوالے سے زیادہ بہتری نہیں آئی۔ یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ انٹرنیشنل مانیٹرنگ بورڈ (IMB) نے ہمارے پولیو پروگرام کو سیاسی فٹبال قرار دیا اور یہ بھی کہا کہ پولیو کے خاتمے کی مہم میں سیاسی اتحاد کی کمی نظر آتی ہے۔ پی ایم اے کا ماننا ہے کہ صورتحال میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آرہی پاکستان اور افغانستان دنیا میں دو ہی ممالک ہیں جہاں ابتک پولیو کا خاتمہ نہیں ہوسکا۔

پاکستان میں 15 لاکھ افراد ہیپاٹائٹس بی اور سی کا شکار ہیں اور ہر سال اس تعداد میں ہزاروں مریضوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ اضافہ تدارک کی کمی، تشخیص اور علاج کی کمی، انتقال خون میں غیر مناسب سکریننگ، طبی آلات کی گندگی اور غیر محفوظ انجیکشن کے باعث ہو رہا ہے۔ ہیپاٹائٹس بی اور سی کرونا وائرس سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہے اور اس سے روزانہ 300 تا 325 افراد موت کا شکار ہو رہے ہیں جبکہ کرونا سے مرنے والوں کی تعداد اس سے کہی کم ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان میں ہیپاٹائٹس سی کے پھیلاؤ کی ایک بڑی وجہ لاتعداد اتائی ڈاکٹروں کی موجودگی ہے۔

پاکستان میں پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کے باعث سب سے زیادہ اموات واقع ہوتی ہیں۔ صنعتی فضلے کی بغیر ٹریٹ نکاسی، غیر محفوظ سیوریج سسٹم اور شہری آبادیوں میں منصوبہ بندی کی کمی کے باعث پانی کی کوالٹی انتہائی غیر معیاری ہوگئی ہے خاص طور پر بڑے شہروں میں۔ پوری آبادی کا دو تہائی حصہ صاف پانی سے محروم ہے اور آلودہ پانی پینے کی وجہ سے پانی سے پیدا ہونے والی بیماریاں ہر سال 40% اموات کا سبب بنتی ہیں۔ ایک تخمینہ کے مطابق پاکستان میں کُل بیماریوں کا 30% اور کُل اموات کا 40% کا سبب غیر معیاری پانی ہے۔ اسہال شیر خوار اور بچوں کی اموات کا سب سے بڑا سبب ہے نیز ہر پانچواں آدمی غیر معیاری پانی کی بدولت پیدا ہونے والی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ کراچی اور اندرون سندھ میں XDR ٹائیفائڈ بخار کے واقعات ہزاروں تک جا پہنچے ہیں۔ یہ پانی سے پیدا ہونے والا ایک خطرناک انفیکشن ہے جو بیکٹریم سلمونیلا ٹائیفائی جرثومے سے آلودہ پانی اور خوراک کے ذریعے پھیلتا ہے نیز اینٹی بائیوٹک ادویات کا غیر ضروری استعمال ٹائیفائڈ کے جرثومے میں مزاحمت بڑھانے کا سبب بن رہا ہے۔

پاکستان میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد 183000 تک پہنچ چکی ہے۔ اور بیماری کے پھیلاؤ کی شرح 57% جا پہنچی ہے جو فلپائن کے مساوی ہے یہ صورتحال بڑی خطرناک ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں مریض ہونے کے باوجود ہمارے ہاں رجسٹرڈ مریضوں کی تعداد صرف 25000 ہے جو ہماری ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ضرورت اس بات ہے کہ ٹیسٹنگ کی گنجائش کو بڑھایا جائے۔ HIV اور ہیپاٹائٹس بی اور سی، سرنج کا دوبارہ استعمال غیر محفوظ طریقے سے خون کی منتقلی اور ہسپتالوں کے کچرے کو مناسب طریقے سے ٹھکانے نہ لگانے کی وجہ سے یہ بیماریاں پھیل رہی ہیں جن کے سدباب کیلئے کچھ نہیں کیا جارہا۔

ریسرچ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ کینسر کے زیادہ تر کیسز (60%) عورتوں میں پائے جاتے ہیں۔ عورتوں میں چھاتی کا کینسر سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اس کے بعد منہ اور غذائی نالی کے کینسر کا نمبر آتا ہے جبکہ مردوں میں سب سے زیادہ منہ کا کینسر پایا جاتا ہے۔ جو لوگ تمباکو سے بنی ہوئی اشیاء یعنی پان نسوار اور چھالیہ کا استعمال کرتے ہیں وہ اس خطرے سے زیادہ دوچار ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اموات کا دوسرا بڑا سبب کینسر ہے تقریباً ہر سال 148000 لوگ کینسر کی وجہ سے موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔

پاکستان روڈ ٹریفک حادثات میں مرنے والوں کی تعداد کے حوالے سے ایشیاء میں پہلے نمبر پر پایا جاتا ہے۔ WHO کی 2018 رپورٹ کے مطابق 30046 افراد ٹریفک حادثات میں موت کا شکار ہوئے جو کہ کُل اموات کا 2.42 فیصد بنتا ہے۔

ورلڈ بینک کی رپورٹ کے مطابق بیرونی فضائی آلودگی کے باعث کم عمری میں 22 ہزار اموات واقع ہورہی ہیں اور 163432 افراد بیماری میں مبتلا ہورہے ہیں جبکہ اندرونی فضائی آلودگی کے باعث 4 کروڑ افراد سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں جن میں سے 28 ہزار افراد ہر سال موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ فضائی آلودگی کے باعث یہ بہت ہی خطرناک صورتحال ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں آرہی۔ سندھ ہائی کوٹ تین دفعہ آرڈر دے چکی ہے کہ فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں۔ لیکن کچھ ہوتا دکھائی نہیں دے رہا اس حوالے سے موجود قوانین پر عمل درآمد نہیں ہوتا یہاں تک کہ آپ کو اپنے اردگرد تمباکو نوشی پر پابندی کے قانون 2002 پر عمل درآمد نظر نہیں آتا۔

پی ایم اے نے ہمیشہ ہوائی فائرنگ اور اس سے ہونی والی اموات پر افسوس کا اظہار کیا ہے نیز موجود اور سابقہ حکومتوں کو خطوط لکھ کر مطالبہ کیا ہے کہ ہر قسم کی ہوائی فائرنگ پر پابندی عائد کی جائے تا کہ معصوم لوگوں کی زندگیاں بچائیں جا سکیں۔ لیکن بد قسمتی سے اس کو آج تک نہیں روکا گیا اور معصوم لوگ آج بھی اس کی زد میں آکر مر رہے ہیں۔

2020 کا سال پاکستان میں طبی تعلیم کیلئے بھی خطرناک سال کے طور پر یاد رکھا جائے گا کیونکہ تمام فریقین کے مخالفت کے باوجود وفاقی حکومت نے پاکستان میڈیکل کمیشن کا قیام عمل میں لائی جس کو فریقین نے کبھی قبول نہیں کیا کیونکہ ان کی نظر میں اس میں پائی جانے والی خامیاں طبی تعلیم کیلئے تباہ کن ہیں۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے اپنے ایک فیصلے کے ذریعے پی ایم سی کو ختم کرتے ہوئے پی ایم ڈی سی کو بحال کردیا نیز عدالت نے پی ایم سی کو غیر قانونی بھی قرار دیا۔ پی ایم اے، پچھلے کئی سالوں سے پی ایم ڈی سی کو ایک خودمختار، آزاد اور ایک جمہوری ادارہ بنانے کیلئے آواز بلند کر رہی تھی لیکن بد قسمتی سے حکومت نے اس کے برعکس 16 ستمبر 2020 کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پی ایم سی اور میڈیکل ٹرائیبونل ایکٹ کو جلد بازی میں پاس کروالیا کیونکہ حکومت ہمیشہ اس ریگولیٹری باڈی کو اپنے تابع رکھنا چاہتی ہے۔ اس وقت پی ایم سی انتہائی بدنظمی کا شکار ہے طبی تعلیم کے حوالے سے بہتری کے بجائے ابتری نظر آرہی ہے ڈاکٹر اور میڈیکل کے طلباء سخت مسائل کا شکار ہیں۔ طبی تعلیم اور ہیلتھ ڈیلیوری سسٹم مسلسل تنزلی کا شکار ہو رہا ہے۔

پی ایم اے عرصہ دراز سے بیماریوں کے علاج کے بجائے ان کی روک تھام کیلئے زیادہ پیسے خرچ کرنے پر زور دے رہی ہے۔ لیکن ہماری کوئی شنوائی نہیں نتیجتاً بیماریوں کا بوجھ روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان کے تمام شہریوں کو صاف پانی فراہم کرنے سے 60 فیصد بیماریوں پر قابو پایا جا سکتا ہے اسی طرح مچھروں کا خاتمہ کر کے ہم ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کو ختم کر سکتے ہیں جو کہ ہمارے بیماریوں کے بوجھ کا 40 فیصد ہے، ہمارے ملک میں وائرولوجی لیبز کی کمی ہے۔ کم از کم ہر صوبے کے دارالحکومت میں ایک وائرولوجی لیب قائم ہونی چاہیے۔

WHO کی سفارشات کے مطابق کسی بھی ملک کے لئے صحت کا بجٹ قومی بجٹ کا 6% ہونا چاہیے لیکن پی ایم اے کی بار بار یاد دہانیوں کے باوجود ہمارا بجٹ ہمیشہ ایک فیصد سے کم رہا۔

پی ایم اے کا ماننا ہے کہ صحیح منصوبہ بندی، ایمانداری، ہیلتھ بجٹ میں اضافے اور اس کے صحیح استعمال کے ساتھ ساتھ مضبوط احتیاطی تدابیر اختیار کرنے سے 2021 کے دوران ہیلتھ ڈیلیوری سسٹم میں بہتری لائی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر ایس ایم قیصر سجاد
سیکریٹری جنرل
پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن سینٹر